بسم اللہ الرحمن الرحیم

گیارہ ستمبر کے مبارک غزوات کے بعد
شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ کا اہم خطاب

اور ہم اپنے نفس کے شرور سے اور اعمال کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطاکردے اسے کوئی گمراہ کرنے والانہیں ،اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ،اور میںاس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں ۔امابعد،

عالمی کفر کے امام امریکہ پر ہونے والے مبارک حملوں کے تین ماہ بعد اس موقع پر جب کہ عالم اسلام پر صلیبی حملے کو بھی قریب قریب دوماہ کا عرصہ گزرنے کو ہے ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ان واقعات کے نتائج وعواقب کا گہری نظر سے جائزہ لیا جائے ۔ان واقعات نے انتہائی اہمیت کے حامل بہت سے امور کو واضح کردکھایا اور اس کے ساتھ ساتھ مغرب اور خصوصاً امریکہ کا اسلام کے خلاف وہ بغض وتعصب بھی روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آگیا جس کی فی زمانہ کوئی مثال ملنا مشکل ہے۔اور جن لوگوں نے یہ دوماہ انواع واقسام کے امریکی طیاروں سے ہونے والی بارود کی مسلسل بارش کے نیچے گزارے ہیں وہ اس سے بخوبی واقف ہیں۔سو کتنی ہی بستیاں ایسی ہیں جو صفحہ ہستی سے مٹادی گئیں اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کی تعداد کا اگر ہم اندازہ کرنا چاہیں تو لاکھوں تک پہنچتی ہے جنہیں شدید ترین سردی میں کھلے آسمان تلے لاکھڑا کردیاگیا وہ ضعیف مرد،عورتیں اور بچے جن کے لیے آج پاکستان میں موجود خیموں کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں اورجن کا قصور بھی کچھ نہ تھا بلکہ محض ایک شک کی بنیاد پر امریکہ نے اپنے

پورے لاؤ لشکر سمیت ان پر ہلہ بول دیا ۔اگر امریکہ کے پاس اس بات کے یقینی ثبوت ہوتے کہ ان حملوں میں ملوث افراد کا تعلق یورپ کے کسی ملک مثلاً آئر لینڈ سے ہے تو اس کے پاس اس مسئلہ کے حل کے لیے بہت سے دوسرے طریقے ہوتے ۔لیکن عالم اسلام پر محض ایک شبہ کی بنیاد پر یہ حملہ کردیا گیا ۔لٰہذا ان کا اصل قبیح چہرہ اور عالم اسلام کے ساتھ ان کا صلیبی تعصب کھل کر سامنے آگیا ہے۔اپنے اس بیان میں،میں چاہوں گا کہ اس جنگ کی اصل حقیقت کو واضح کردوں جو ہمارے اورامریکہ کے مابین جاری ہے ۔اور جس کی وضاحت محض عالم اسلام ہی کے لیے نہیں بلکہ تمام عالم انسانی کے لئے حد درجہ اہمیت کی حامل ہے ۔سو آج امریکہ اللہ کی راہ میں نکلنے والے ان مہاجرین اورمجاہدین پر جو الزام تراشی کرتا دکھائی دیتا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ،بلکہ یہ تومحض بے بنیاد پراپیگنڈہ اور بہتان تراشی ہے ۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عرب مجاہدین کی تاریخ دن کے اجالے کی طرح روشن اور ہر طرح کے عیب سے پاک ہے ۔یہ لوگ بیس سال پہلے اس وقت نکلے جب سوویت یونین نے معصوم افغان بچوں اورضعیف لوگوں کے خلاف اندھی جارحیت کا مظاہرہ کیا ۔یہ مجاہدین اپنی نوکریاں ،اپنی جامعات ،اپنے اہل وعیال اور اپنے عزیز واقارب کو خیر آباد کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش میں اس کے دین اور ضعیف مسلمانوں کی نصرت کے لئے نکل کھڑے ہوئے ۔بھلا وہ لوگ جو نکلے ہی ضعفاءکی نصرت کے لیے تھے ،ان کے بارے میں عقل کیسے گواراکرسکتی ہے کہ وہی معصوم لوگوں کی جانیں لینے لگیں ،جیساکہ یہ لوگ بہتان لگاتے ہیں ۔تاریخ شاہد ہے کہ یہی امریکہ جو روس کے خلاف لڑنے والے ہر مجاہد کی تائید کیا کرتا تھا،اس وقت غضبناک ہوگیا اوربیہودگی کے ساتھ پیٹھ پھیر گیا جب افغانستان میں لڑنے والے مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے معصوم بچوں کی نصرت کے لیے فلسطین کا رخ کیا ۔ سو آج جو کچھ فلسطین میں ہورہاہے وہ ایک ایسا واضح امر ہے جس کی ناپسندیدگی پر آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک تمام انسانیت کااتفاق رہا ہے ۔اگرچہ انسانی فطرت بسا اوقات فساد کا شکار بھی ہوجایا کرتی ہے اوربہت سے امورمیں انسانوں کے مابین اختلاف بھی واقع ہوجاتا ہے ،تاہم بعض امور ایسے ہیں جنہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اختلاف سے بچارکھا ہے ۔اس

فطرت سے صرف وہی شخص ہٹتا ہے جو ظلم اور سرکشی کی تمام حدود پار کرجائے ۔لٰہذا یہ فطرت انسانی کے مبادیات میں شامل ہے کہ چاہے انسان کوکتنا ہی ظلم وزیادتی کا نشانہ کیوں نہ بنایا جائے لیکن وہ معصوم بچوں کو قتل کرنا گوارانہیں کرسکتا۔جو کچھ فلسطین میں معصوم بچوں کے قتل عام کی صورت میں ہوچکا ہے اورجو کچھ تاحال جاری ہے اس نے ظلم وزیادتی اوربہیمیت کی ایک نئی داستان رقم کی ہے اور یہ صرف اہل فلسطین کے لئے نہیں بلکہ تما م عالم انسانیت کے لئے ایک متوقع خطرہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔تاریخ انسانی میں اس طرح بچوں کے قتل عام کی مثال تلاش کرنا مشکل ہے بلکہ اصلاً یہ تو فرعون کا طریقہ تھاجس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے فضل وکرم سے نجات عطافرمائی ۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:”اور یاد کرو وہ وقت جب ہم نے تمہیں آل فرعون سے نجات عطا فرمائی ،جو تمہیں بدترین عذاب میں مبتلاکئے رکھتے تھے ،تمہارے بیٹوں کو ذبح کردیتے تھے اورتمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے “(البقرہ:۹۴)۔ بچوں کا یوں ذبح کرنا ہی فرعون کے ظلم وسرکشی اور اس کی سنگدلی کی شہرت کا باعث بنا ۔آج بنی اسرائیل نے فلسطین میں ہمارے بچوں کے خلاف فرعون کا وہی طریقہ اپنارکھا ہے ۔ساری دنیا نے دیکھا کہ کس طرح اسرائیلی فوجیوں نے ”معصوم محمد الدّرہ“کو سرعام قتل کیا اور ”محمد الدّرہ“کے علاوہ کتنے اور ایسے ہیں جن کا کوئی شمارہی نہیں ۔شرق وغرب کی تمام اقوام نے باوجود اپنے ملی اختلافات کے ،محض انسانیت کے ناطے اس فعل کی شدید مذمت کی لیکن اس سب کے باوجود امریکہ اپنی سرکشی پر قائم رہتے ہوئے مسلسل ان فسادی لوگوں کی پشت پناہی جاری رکھے ہوئے ہے جو فلسطین میں ہمارے بچوں کا خون بہارہے ہیں ۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمادیا کہ کوئی شخص جب بغاوت اور سرکشی پر اترآئے اور اس حد تک جاپہنچے کہ دوسروں کو قتل کرنے لگے تویہ اخلاقی گراوٹ کی نشانی ہے ۔جبکہ اس گراوٹ کی بھی آخری انتہاءیہ ہے کہ کوئی شخص بچوں کی جانیں لینے لگے ۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:”ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جس شخص نے کوئی ایک جان بھی ناحق یا بغیر زمین میں فساد برپا کرنے کے لی تو گویا اس نے تمام انسانیت کو قتل کردیا ،اور جس نے ایک بھی جان بچائی توگویا اس نے تمام انسانیت کو

زندہ کردیا“(المائدة :32)۔لہٰذا اسرائیل اور اس کا پشت پناہ
امریکہ گویاتمام دنیاکے بچوں کے قاتل ہیں ۔بھلا کل کو اسرائیل
کو تبوک ،الجوف اور دوسرے علاقوں میں ہمارے بچوں کو قتل
کرنے سے کون روکے گا ؟اور اس وقت یہ حکمران کیا کریں گے
جب اسرائیل اپنی خود ساختہ اور جھوٹی مذہبی کتابوں میں بیان
کردہ سرحدوں میں توسیع کے ارادے سے خود ان پر بھی چڑھائی
کردے گا؟اور اسرائیلی تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اسرائیل کی
حدود مدینہ منورہ تک ہیں ۔یہ حکام جو اس وقت اس امریکی
صہیونی ٹولے کے آگے سجدہ اطاعت بجالائے بیٹھے ہیں اس وقت
کیا کرسکیں گے عقل کا تقاضا ہے کہ اب یہ لوگ جاگ جائیں ۔
محمد الدّرہ کے ساتھ جو سلوک ہوا کل کو یہی کچھ ان کے اپنے
بچوں اور عورتوں کے ساتھ بھی ہوگا۔اوربے شک غلبہ اور قوت
کامالک تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہے ۔اس لحاظ سے اس مسئلے
سے صرف نظر کرنا ممکن نہیں کہ امریکہ اس مذموم جارحیت
کی جو فلسطین اور عراق میں جاری ہے مکمل طور پر پشت
پناہی کررہا ہے ۔بدبخت بڑا بش صرف عراق میں مردوں اور
عورتوںکے علاوہ دس لاکھ بچوں کے قتل کا سبب بنا۔۲۲ جمادی
الثانی ۱۱ ستمبرکے واقعات ،فلسطین،عراق ،صومالیہ ،اور جنوبی
سوڈان اور اس کے علاوہ کشمیر اور آسام میں ہمارے بچوں پر
ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف صرف ایک ردعمل ہیں۔امت
مسلمہ کو چاہئے کہ اب وہ خواب خرگوش سے جاگ جائے اور
اس عظیم مسئلے کے حل کی جانب توجہ دے جس سے تمام
انسانیت خطرہ میں ہے ۔رہ گئے وہ لوگ جو ان حملوں کی
مذمت کرتے دکھائی دیتے ہیں تو فی الحقیقت وہ ان واقعات کو
اصل پس منظر اور اسباب سے ہٹاکر دیکھ رہے ہیں جن کی
جانب میں نے اشارات کئے ۔ان کے فہم ونظر کی رسائی اصل
حقائق تک ہے ہی نہیں کہ وہ اس مسئلے کو شرعی اور عقلی
بنیادوں پر پرکھ سکیں ۔ان کا معاملہ تو بس اتنا سا ہے کہ انہوں
نے دوسرے لوگوں اور امریکی ذرائع ابلاغ کو ان حملوں کی مذمت
کرتے ہوئے دیکھا تو خود بھی ان کی مذمت کرنے لگے ۔ان لوگوں
کی مثال اس بھیڑیے کی مانند ہے جس نے بکری کے ایک نوزائیدہ
بچے کو دیکھا توکہنے لگا کہ:اچھا تم ہی وہ ہو جس نے پچھلے
سال میرا پانی گدلاکردیا تھا۔اس نے کہا اے فلاں میں نے ایسا نہیں
کیا ۔بھیڑیے نے کہا :نہیں تم ہی نے کیا تھا۔میمنہ کہنے لگا :میں

تو پیدا ہی اسی سال ہوا ہوں۔بھیڑیے نے کہا :توپھر وہ تمہاری ماں ہوگی ،اور یہ کہہ کر اس بچے کو کھاگیا ۔سو اس وقت وہ بیچاری بکری جو اپنے بچے کو بھیڑیے کے دانتوں میں چلّاتے ہوئے دیکھ رہی سوائے اس کے اور کرہی کیا سکتی تھی کہ اپنی مامتا سے مجبور ہوکر اس سے الجھ پڑے ۔سو اس بکری نے بھیڑیے کو سینگ مارا جس سے بہرحال بھیڑیے کا کیا بگڑنا تھا ،لیکن بھیڑیا یہ کہتے ہوئے چلّایا کہ :ذرا دیکھو تو اس دہشت گرد کو ! اس بات پر پاس بیٹھے طوطے بھی چلّانے لگے اور بھیڑیے کی تائید میں بولنے لگے کہ :ہم بکری کے بھیڑیے کو سینگ مارنے کی شدید مذمت کرتے ہیں ۔بھلا اس وقت تم لوگ کہاں تھے جب بھیڑیا بکری کے بچے کو اپنے دانتوں سے بھنبھوڑ رہاتھا۔لہٰذا یہ مبارک اور کامیاب حملے محض اس ظلم کا ردّ عمل ہیں جو فلسطین، عـــــراق اور دیگر اسلامی علاقوں پر مسلسل ڈھایا جارہا ہے ،اور امریکہ اس چھوٹے بش کی قیادت میں ابھی تک اپنے اس ظالمانہ رویے کو جاری رکھے ہوئے ہے جس نے اپنے اقتدار کا آغاز ہی عراق پر شدید ترین فضائی حملے سے کیا تاکہ ظلم اور ہٹ دھرمی کی سیاست میں اپنا نام پیدا کرسکے اور یہ ظاہر کردے کہ ان کے نزدیک خونِ مسلم کی ذرہ برابربھی قدر نہیں ۔لہٰذا یہ حملے ان کی ظلم و زیادتی کا منہ توڑ جواب ہیں ۔ان مبارک حملوں نے بہت سے حقائق کو آشکارا کردیا اور یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ یہ متکبر قوت ،جو اس زمانے کا ہبل بت ہے ،اگر کھڑی ہے تو محض اپنی مضبوط معیشت کے سہارے پر۔اس کی بنیادیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب کھوکھلی ہوچکی ہیں اور یہ عمارت اب زمین بوس ہونے ہی کو ہے ۔ان مبارک حملوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والے کوئی انیس ممالک نہ تھے اور نہ ہی اس مقصد کی خاطر ان عرب ریاستوں کی افواج اور حکومتی وزرا کو حرکت میں لایاگیاجن کا کام فلسطین اور دیگر مسلم علاقوں میں ہونے والے ہر ظلم وستم پر مجرمانہ خاموشی اختیار کرنا اور ان کے ہر حکم پر سرتسلیم خم کرنا ہے بلکہ تو درجہ ثانویہ میں پڑھنے والے صرف انیس (19)طالب علم تھے ۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی شہادت کو قبول فرمائے ۔ان نوجوانوں نے امریکی ریاست کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا اور امریکی معیشت اور وقت کی سب سے بڑی عسکری قوت پر ایسی چوٹ لگائی جسے یہ کبھی بھول نہ سکیں گے ۔لہٰذا اب اس

بات کا اندازہ لگانا بالکل مشکل نہیں کہ سود ی بنیاد پر کھڑا اقتصادی نظام جسے امریکہ پوری دنیا میں کمزور طبقات پر اپنا کفریہ نظام مسلط کرنے کے لیے اپنی عسکری قوت کے ساتھ استعمال کررہا ہے اسے گرا لینا کوئی مشکل کام نہیں۔ان مبارک ضربوں کے ذریعے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے امریکہ کو نیویارک اور دوسری مارکیٹوں میں سو ارب ڈالر سے زیادہ کا خسارہ اٹھانا پڑا جس کا اعتراف امریکہ نے خود کیا ہے۔ نوجوان ان اسباب کو استعمال میں لائے جو بالکل آسانی سے میسر تھے۔انہوں نے کسی باقاعدہ فوجی تربیت کے مرکز سے تربیت حاصل نہیں کی ،بلکہ دشمنوں ہی کے جہازوں کو استعمال کیا اور اسی کی درسگاہوں سے تربیت حاصل کی ،لیکن پھر بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر فتح کے دروازے کھول دیے اورانہوں نے ان متکبر امریکیوں کو ایک ناقابل فراموش درس دیا جن کے ہاں آزادی صرف سفید چمڑی والوں کے لئے ہے۔یہ لوگ اپناپیدائشی حق سمجھتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کو غلام بناکر رکھیں اور انہیں ایسا حقیر جانتے ہیں کہ کہ وہ ان کے آگے حرکت تک نہ کریں۔جب بھی ان کے حکمران ہم پر مظالم کے پہاڑ توڑتے ہیں تو یہ امریکی عوام ان کی مکمل تائید کرتے ہیں جیسا کہ اس سے پہلے عراق کے معاملے میں ہم نے مشاہدہ کیا ۔سو میں تو یہ کہتا ہوں کہ گرچہ امریکہ نے افغانستان پر اپنے اس حالیہ حملے میں وہاں کے کمزور اور ناتواں لوگوں پر ظلم وستم کی نئی داستان رقم کردی تاہم اس متکبر قوت کے خلاف دفاع کی اس حالت میں بھی ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت سے قیمتی اور اہم دروس حاصل کئے ۔مثال کے طور پر دشمن سے مقابلے کے دوران دفاعی خط اگر لمبائی میں سو کلومیٹر لمبا ہے تو اسے چوڑائی میں بھی زیادہ ہونا چاہیے یعنی اس صورت میں خط دفاع کی چوڑائی سو،دوسو یا تین سو میٹر تک کفایت نہیں کرے گی ،بلکہ اسے بھی کئی کلومیٹر چوڑا ہونا چاہئے ،اور طول وعرض دونوں جانب خندقیں کھودی جانی چاہئیں ،لٰذا اس وجہ سے امریکی بمباری خط کے آخر تک پہنچتے پہنچتے اپنی شدت کھودیتی تھی۔اس کے ساتھ ساتھ ہلکی اور وسیع الحرکت ٹولیاں مقرر کی جائیں جو تیزی کے ساتھ ایک خط سے دوسرے خط تک اور ایک دفاعی پٹی سے دوسری پٹی تک تیزی سے حرکت کرسکیں۔کابل اور شمالی محاذوں پر شدید ترین امریکی بمباری

کہ باوجود اس حکمت عملی پر عمل کے باعث ہمیں بہت فائدہ ہوا ور اس طرح سے امریکہ اگر کئی سال بھی لگارہے تو مجاہدین کے خطوط توڑنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا ہے۔ بات بالکل واضح ہے کہ قتال کے لئے دوعناصر کا ہونا لازم ہے۔ایک عسکری قوت اور دوسری مالی قوت ،جس سے اسلحہ اور دیگر ضروریاتِ جنگ خریدی جاتی ہیں ۔اور یہی بات اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کی اور متعدد آیات میں اس کی تاکید فرمائی جیسا کہ فرمان ہے:”بے شک اللہ نے مومنین سے ان کی جانیں اور اموال جنت کے عوض میں خرید لئے ہیں “(التوبہ: ١١١)۔لٰذا مال بھی لازم ہے اور جان بھی ۔اب جہاں تک امریکہ کی عسکری قوت کا معاملہ ہے تو اس کے اور ہمارے درمیان فرق وتفاوت بہت زیادہ ہے اور ہمارے اسلحہ کی ان کے جہازوں تک رسائی نہیں ۔زیادہ سے زیادہ اگر ہم کچھ کر سکتے ہیں تو وہ یہ کہ دفاعی خطوط کو وسعت دے کر فضائی حملوں کی شدت میں کمی پیداکردی جائے ۔لیکن ایک دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کی اقتصادی قوت پر ضرب لگائی جائے ۔اور حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کی عسکری قوت محض معاشی قوت کے سرپر کھڑی ہے ۔لٰذا جب یہ جاتی رہے گی تولازمی سی بات ہے کہ امریکہ کو کمزور طبقات کو اپنا غلام بنانے کی بجائے خود اپنی ہی فکر دامن گیر ہوجائے گی ۔لٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے امریکہ کی اقتصادی قوت پر ضربیں لگائی جائیں ۔یہ لوگ جوانسانی حقوق کے علمبردار اور حریت انسانی کے پاس دار ہونے کے دعوے کرتے تھکتے نہیں ،ان واقعات نے ان کے اصل جرائم سے پردہ اٹھادیا ۔اس بات کا اندازہ اس سے لگایاجاسکتا ہے کہ ایک انسان کی ہلاکت کے لئے محض سات گرام بارود کافی ہے، بلکہ یہ بھی زیادہ ہے لیکن اسی امریکہ نے طالبان اور عام مسلمانوں کے ساتھ اپنے بغض وعداوت کا اظہار کرتے ہوئے سات ٹن یعنی سات ہزارکلوگرام تک کے بم برسائے ہاں حساب کرنے والوں حساب کرکے تو دیکھو!سات ٹن کا مطلب ہے سترلاکھ گرام !جبکہ انسان کی ہلاکت کے لئے سات گرام بارود بھی ضرورت سے زائد ہے ۔جب ہمارے کچھ نوجوانوں نے نیروبی میں امریکی سفارت خانے پر دوٹن وزنی بم چلایا تو امریکہ چلا اٹھاکہ :”یہ صریح دہشت گردی ہے اور اس میں وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار استعمال کئے گئے ہیں“۔جبکہ

یہ خود چاہے سات سات ٹن وزنی بم برساتے رہیں اس میں کوئی حرج نہیں ؟اس طرح انہوں نے ایک پوری بستی کو صرف اس لئے ملیا میٹ کردیا کہ لوگ ڈر جائیں اور عرب مجاہدین کی مہمان نوازی بلکہ ان کے قریب آنے سے بھی گریز کریں ۔اور اس سب کے بعد ان کا وزیر دفاع نمودار ہوتا ہے اورکہتا ہے کہ یہ ہمارا حق ہے ۔ یعنی یہ ان کاحق ہے کہ پوری بستیاں صفحہ ہستی سے مٹادیں بس اس شرط کے ساتھ کہ ایک تو وہ مسلمان ہوں اور دوسرے غیر امریکی ۔یہ ان کاایسا واضح جرم ہے جس سے یہ انکارنہیں کر سکتے ۔اور ہر مرتبہ ان کی جانب سے ایسے اقدامات کے بعد ہم یہی سنتے ہیں کہ ایسا غلطی سے ہوگیا جبکہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔چند دن قبل انہوں نے اپنے تئیں خوست میں القائدہ کے ایک مرکزپر حملہ کیا اورمسجدمیں بم پھینکنے کے بعد کہنے لگے کہ:”بم غلطی سے جالگا“۔جبکہ بعد میں تحقیقات سے معلوم ہواکہ اس مسجدمیں علماءکرام نماز تراویح میں مشغول تھے اوربعد از نماز اس جگہ پر عظیم مجاہد قائد ،بطل جہاد،مولانا جلال الدین حقانی جو سوویت اتحاد کے خلاف جہاد میں مرکزی راہنما کی حیثیت رکھتے تھے اور جنہوں نے ارض افغانستان پر امریکی قبضے کو ماننے سے بھی صاف انکار کردیا وہ ایک اجتماع منعقد کرنے والے تھے ۔ان لوگوں نے حالت نماز میں مسجد پر بم برسایاجس سے وہاں موجود ایک سوپچاس افراد شہید ہوگئے ۔ولاحول ولا قوة الاباللہ! تاہم اللہ کے فضل وکرم سے شیخ جلال الدین محفوظ رہے ۔اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔سویہ ہے ان کا بغض اور نفرت سے بھر پور چہرہ ،لٰہذا ان لوگوں کو ڈرنا چاہئے جو بغیر تحقیق کے سنی سنائی باتوں پر یقین کرتے ہوئے دوسری کی پیروی میں خود بھی ان حملوں کی مذمت میں اپنی زبانیں چلانے لگتے ہیں ۔امریکہ کے خلاف ہماری یہ دہشت گردی جائز اور مطلوب ہے ،تاکہ ظالم کو اس کے ظلم سے روکا جائے اور امریکہ اسرائیل کی پشت پناہی سے اپنا ہاتھ کھینچ لے جو کہ بے دریغ ہمارے بچوں کا قتل عام کررہا ہے ۔اور یہ بات بالکل واضح اور غیر مبہم ہے لیکن پھر بھی یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے ۔امریکہ اور دوسرے مغربی لیڈر بارہا فلسطین میں لڑنے والی تنظیمات حماس ،الجہاد اور دوسری تنظیموں کو دہشت گرد قرار دے چکے ہیں ۔اگر اپنا دفاع کرنا بھی دہشت گردی تو آخر بھی جائز کیا ہے؟لٰہذا ہمارے دفاع

اورہمارے قتال کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں چاہیے وہ ہم ہوں چاہے فلسطین میں لڑنے والے ہمارے حماس کے بھائی ،ہم سب اس لئے لڑتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ لاالہ الااللہ سر بلند ہواورکافروں کے دعوے باطل ہوجائیں ،اور تاکہ فلسطین اور دوسرے مسلم علاقوں میں کمزور اورنادار لوگوں پر ہونے والے مسلسل ظلم کو روکا جاسکے ۔ اسی طرح یہ بات بھی واضح رہنی چاہئے کہ کسی مسلمان کے لئے قطعی طور پر جائز نہیں کہ وہ کسی بھی تاویل کی گنجائش نکالتے ہوئے کفار کی حمایت کرے اس گھڑی میں جاگرے کیونکہ یہ تو ایک انتہائی بھیانک اور شدید ترین نوعیت کی مذموم صلیبی جنگ ہے جسے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف پھیلایا جارہا ہے سو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے امریکہ کا خاتمہ بالکل قریب ہے اور ویسے بھی اس کا انجام بداس بندہ؛ فقیر کے ساتھ مشروط نہیں ہےاسامہ ماراجائے یا بچارہے اس سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا،اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس امت میں بیداری کا عمل شروع ہوچکا ہے اور یہ بیداری ان مبارک حملوں کے ثمرات میں سے ایک ثمرہ ہے میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان نوجوانوں کی شہادت کو قبولیت کا درجہ عطا فرمائے اورانہیں انبیاء،صدیقین ،شہداءاور صالحین کا ساتھ عطافرمائے ،اورکیاہی خوب رفاقت ہے ان لوگوں کی،ان نوجوانوں نے ایک عظیم اور عالی قدر کام سرانجام دیا ۔اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطافرمائے ،اور انہیں ان کے والدین کے لئے بھی اخروی اثاثہ بنائے،انہوں نے مسلمانوں کے سروں کو فخر سے بلند کردیا اورامریکہ کو ایک ایسا سبق سکھایا جسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ بھولنا بھی چاہے گا توبھول نہ پائے گا،اور میں نے تو اے بی سی چینل کو دیے جانے والے اپنے انٹرویو میں پہلے ہی خبردار کردیا تھا کہ امریکہ نے ارضِ حرمین کے جن سپوتوں سے جنگ مول لی ہے اس میں عنقریب وہ ایسی شکست کھائے گا کہ ویت نام میں ہونے والی اپنی ہزیمت کو بھی بھول جائے گا ،اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہوا بھی اسی طرح اور اللہ کے حکم سے ابھی جو کچھ ہونے والا ہے وہ اس سے بھی بہت بڑھ چڑھ کر ہے ۔اللہ تعالیٰ ان سب کو شہداءمیں قبول فرمائے ،فی سبیل اللہ نکلنے والے نوجوانوں میں سے پندرہ کا تعلق سرزمین حرمین سے تھا،وہ سرزمین حرمین جو ایمان کی سرزمین ہے ،جو مسلمانوں کے لئے عظیم خزانہ ہے ،اور یہی وہ سرزمین ہے جس

میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کے مطابق ایمان اس طرح لوٹ کر اکٹھا ہوجائے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی جانب لوٹ کر آتا ہے اسی طرح دومجاہدمشرقی جزیرۃ العرب ،امارات سے نکلے اسی طرح شام سے زیاد الجراح اورارض کنانہ مصر سے محمد عطاءنکلے اللہ تعالیٰ ان سب کو شہداءکے زمرے میں قبول فرمائے۔ان نوجوانوں نے اپنے اس عمل کے ذریعے اپنے پیچھے بہت سے عظیم اورناقابل فراموش دروس چھوڑے ،اور یہ واضح کردکھایا کہ انسان کے دل میں موجود ایمان اپنی سچائی کے ثبوت کے طور پر اس سے کچھ تقاضے کرتا ہے ،اوران تقاضوں میں سے ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ انسان لاالہ الااللہ کی خاطر اپنی جان تک کا نذرانہ پیش کرنے سے دریغ نہ کرے اوربلاشبہ ان جانبازوں نے اپنے اس عمل سے خیر اور حق کا ایک عظیم دروازہ کھول دیا۔رہ گئے ٹی وی چینلوں پر ان شہیدی حملوں کو غیر شرعی قرار دینے والے یہ دانشور ،تو یہ صرف امریکہ اور اس کے چیلوں کی خواہشات کی ترجمانی کرنے والے ہیں۔ایک ارب بیس کروڑ امت کومشرق سے لے کر مغرب تک فلسطین اور عراق میں ،صومالیہ اورجنوبی سوڈان میں ،کشمیرمیںفلپائن میںبوسنیا،چیچنیا اور آسام میں دن رات ذبح کیا جارہا ہے ۔ان کے لئے ہمیں ان کی جانب سے ایک لفظ سننے کو نہیں ملتا ،لیکن جب کوئی شخص قربانی کی مثال قائم کردے تو ان نام نہاد دانشوروں کی آوازیں بلند ہونے لگتی ہیں ۔ایک ارب بیس کروڑ مسلمانوں کے گلوں پر چھریاں چل رہی ہیں لیکن انہیں اس بات کا احساس تک نہیں۔ اور جب ان میں سے کوئی اپنے دفاع کی خاطر اٹھتا ہے تونام نہاد دانشوروں کی زبانیں ان طواغیت کی جانب سے رٹایا ہوا سبق سنانے لگتی ہیں یہ لوگ عقل سے بالکل عاری اور فہم سے کوسوں دور ہیں ۔لڑکے ،بادشاہ ،جادوگر اور راہب والی حدیث میں لاالہ الااللہ کی خاطر اپنی جان خود پیش کردینے کی واضح دلیل موجود ہے ،اس کے ساتھ اس میں ایک اور معنی بھی موجود ہے کہ فتح صرف لوگوں کے ذہنوں میں قائم تصور کے مطابق اس ظاہری جیت کا نام نہیں بلکہ فتح تو اصلاً دین کے تقاضوں پر ثابت قدمی اختیار کرنے کانام ہے ۔اصحاب الاخدود جن کے ایمان پر ثبات کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکرِ خیر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی کتاب میں محفوظ فرمادیا،انہیں ایمان پر قائم رہنے یا آگ میں کود جانے میں سے کسی ایک کااختیار دیاگیا تو انہوں نے

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کی بجائے آگ میں کود جانے کو ترجیح دی ۔اس حدیث کے آخر میں آتا ہے کہ ظالم بادشاہ نے ان سب لوگوں کو آگ کی خندقوں میں پھینک دینے کا حکم دیا اورجب ایک ماں اپنا بچہ گود میں اٹھائے ہوئے آئی تو دہکتی آگ کو دیکھ کر اسے اپنے بچے کی فکر دامن گیر ہوئی ،اور وہ پیچھے ہٹنے کا سوچنے لگی تونبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے مطابق وہ بچہ بول اٹھا کہ :”اے میری ماں !صبر کر توحق پر ہے“۔ان لوگوں کے بارے میں کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ انہیں کیا فائدہ حاصل ہوا یاانہوں نے اپنی جانیں بے کار میں گنوادیں۔ ایسا کہنے والا اپنے آپ کو خود سب سے بڑا جاہل ثابت کرے گا۔یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرکے کامیاب ہوگئے اور ان جنتوں میں جاپہنچے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کررکھا ہے ۔لہٰذا فتح صرف مادی اہداف کو حاصل کرلینے کانام نہیں بلکہ فتح تو حق کے تقاضوں پر قائم رہنے کانام ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ اس حدیث میں مزید یہ بھی بیان ہے کہ جب اس لڑکے نے پتھر اٹھایا تو وہ اس وقت بھی جادوگر اورراہب دونوں کے حوالے سے ترددکا شکار تھا کہ ان میں سے حق پر کون ہے۔اب جبکہ ایک بڑے جانور نے راستہ روک رکھاتھا تووہ کہنے لگا آج مجھے معلوم ہوجائے گا کہ ان دونوں میں سے کون افضل ہے جادوگر یا راہب ۔اپنی قلت علم کے باعث وہ یہ معلوم کرنے سے قاصر تھا کہ ان دونوں میں سے کون حق پر ہے ۔لہٰذا اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اسے دکھلادے کہ ان میں سے کون افضل ہے ،اگر راہب حق پر ہے تو اس پتھر سے اللہ تعالیٰ اس جانور کو ہلاک کردے ،سو اس نے پتھر پکڑ کر جانور کو مارا تو وہ مرگیا ۔ جب راہب آیا تو اس نے سارا ماجرا سننے کے بعد کہا :”اے میرے بچے آج کے دن تو مجھ سے افضل ہے“۔راہب کے علم اورلڑکے کی کم علمی کے باوجود راہب کے یہ الفاظ کیامعنی رکھتے ہیں ؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس لڑکے کے دل کو ایمان کے نور سے بھردیا جس کے باعث وہ لاالٰہ الااللہ کی خاطر ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار ہوگیا۔دل میں اترجانے والے یہ الفاظ آج ہم میں مفقود ہیں ۔آج کے نوجوان اس بات کے منتظر ہیں کہ اِس دور کے علماءان سے بھی یہی کہیں ۔یہ نوجوان جو اپنے سرہتھیلیوں پر سجا کر لاالٰہ الااللہ کی نصرت کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں وہ فی الواقع اس بات کے مستحق ہیں

کہ آج کے علماءبھی ان سے وہی الفاظ کہیں جو راہب نے اس لڑکے سے کہے تھے کہ :"آج کے دن تم ہم سے افضل ہو"یہی اصل حقیقت ہے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ کے مطابق ہمارے دین میں فضیلت کا اصل معیار ایمان ہے نہ کہ صرف حصول علم ،علم اور اس پر عمل دونوں یکساں مطلوب ہیں ۔ایمان کااصل پیمانہ تویہ ہے کہ :"جس نے ان کے خلاف ہاتھ سے جہاد کیا تو وہ مومن ہے"۔جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا:اور جس نے ان کے خلاف زبان سے جہاد کیا تو وہ مومن ہے اور جس نے ان کے خلاف دل سے جہاد کیا تو وہ مومن ہے اوراس کے بعد تو ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں رہتا "۔سو ان نوجوانوں نے کفر اکبر کے خلاف اپنے ہاتھوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا ہے۔ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ضرور ان کو شہداءکے زمرے میں قبول فرمائے گا ۔یہ نوجوان اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مصداق ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ:"شہداءکے سردار حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں، اور ان کے علاوہ وہ شخص جو جابر بادشاہ کے مقابلے میں کھڑا ہو ا اور اسے نیکی کی تلقین کی اور برائی سے روکاتو اس بادشاہ نے اس پر سختی کی اور اسے قتل کردیا"۔اس شخص نے کامیابی کی معراج کو پالیاجبکہ نہ تو اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور پایا اورنہ تابعین کا ،لیکن پھر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے سیدالشہداءکا مقام جلیل عطا فرمادیا۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کی ترغیب خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دلائی ،اس کے باوجود کوئی عاقل مسلمان کیسے یہ کہہ سکتا ہے کہ اس شخص کو اپنے اس عمل سے کیا حاصل ہوا؟یہ تو ایسی واضح اور صریح گمراہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہئے ۔یہ وہ نوجوان تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس عظیم عمل کی توفیق عنایت فرمائی کہ انہوںنے عالمی کفر کے امام امریکہ اور اس کے حلیفوں کو یہ ثابت کردکھایا کہ تم ہی اصل میں باطل پر ہو اور تم ہی صریح گمراہی میں مبتلاہو،یہاں تک کہ لاالٰہ الااللہ کی خاطرا نہوں نے اپنی جانیں تک قربان کرنے سے دریغ نہ کیا ۔ان عظیم واقعات سے متعلق ہماری یہ گفتگو ذرا طویل ہوگئی لٰہذا میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے اسے امریکہ کے خلاف اس کے عسکری

اورمعاشی اہداف پر کاروائیوں کو جاری رکھنے پر مرکوز کرتا ہوں کہ بلاشبہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امریکہ کے خاتمے کی الٹی گنتی شروع ہوچکی ہے اور اس کی معیشت مسلسل زوال پذیر ہے تاہم ابھی ایسی مزید کاروائیوں کی ضرورت ہے۔نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ امریکہ کے لئے معاشی اعتبار سے اہمیت کے اہداف تلاش کریں او دشمن کو اس کے اپنے گھر میں نشانہ بنائیں ۔اپنی گفتگو کے اختتام سے پہلے میں عزم وہمت کے پیکر ان جوانمرد شہسواروں کو جنہوں نے امت کی پیشانی سے داغ ندامت دھوڈالا،چند اشعار میں خراج عقیدت پیش کرنا چاہوں گا ۔یہ اشعار ان سب کے علاوہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رستے پر چلنے والے ہر شخص کے نام کرتا ہوں ۔تاہم اس سے پہلے میں ایک اہم نقطے کی جانب توجہ دلانا چاہونگا کہ بے شک افغانستان میں جاری عرب مجاہدین اور طالبان کے خلاف چوبیس گھنٹے جاری اس جنگ نے امریکی حکومت کی بے چارگی ،اس کے ضعف اور اس کے فوجیوں کی نامردی کو صاف ظاہر کر دکھایا ہے ۔ہمارے اورامریکہ کے مابین حائل عسکری ٹیکنالوجی کے اس عظیم فرق کے باوجود یہ لوگ منافقین اورمرتدین پر اعتماد اور ان کی مدد کے بغیر ایک قدم بھی اٹھانے کے قابل نہیں ۔بھلا ببرک کارمل جو روس کو اپنے ملک پر قبضے کے لئے لے کرآیا تھا ،اور معزول صدر برہان الدین ،جس سے دین کوسوں دور ہے،ان دونوں کے مابین کیا فرق ہے ۔ان میں ایک سرزمینِ اسلام پر روسی قبضے کی راہ ہموار کرنے والا ہے تو دوسرا امریکہ کو لے کر آنے والا ہے۔لٰذا جیسا کہ میں نے بیان کیا ،منافقین پر اعتماد کی یہ مجبوری امریکی فوج کے ضعف پر واضح دلیل ہے ۔اس لئے فرصت کو غنیمت جانتے ہوئے نوجوانوں کو چاہئے کہ امریکہ کے خلاف جہاد اور کاروائیوں کو جاری رکھیں ۔میں اپنی گفتگوکا اختتام ان اشعار پر کرتا ہوں جو میں نے سرزمینِ ایمان ،ارضِ حجاز سے اللہ کی راہ میں نکلنے والے ان ابطال کی نذر کئے ،چاہے وہ غامد وزہران کے قبائل میں سے تھے یا بنوشہر سے ،بنو حرب سے تھے یا نجد سے ۔اللہ تعالیٰ ان سب کو قبول فرمائے ۔اور جو مکہ مکرمہ سے نکلے جن میں سالم ،نواف الحازمی اورخالد المحضار شامل ہیں یا جو مدینہ منورہ سے نکلے ،یہ وہ عظیم جانباز تھے جو دنیا اور اس کی لذتوں کو چھوڑتے ہوئے صرف اور صرف لاالہ الااللہ کی خاطر فی سبیل

اللہ کھڑے ہوئے ہمیں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ ان میں
سے ہر ایک کی کاٹ تیز دھار تلوار سے زیادہ تھی سلام ہے ان پر
جو مصائب کے سمندر میں جاکودے اور دشمن پر قہر بن کر ٹوٹے
کہاں خواہشات کے پجاری یہ دنیااور کہاں اپنے رب کے ہاتھ اپنی
جانیں بیچ دینے والے یہ نوجوان ۔تلواریں ان کے سروں پر
منڈلارہی تھیں ۔مگر پھر بھی ان کے چہروں پر مسکراہٹ تھی ۔
یہ اپنے سینوں کو ڈھال بناتے ہوئے کھڑے ہوگئے ۔حالانکہ کو کوئی
مجبور کرنے والا نہ تھا ۔جس وقت چہار سو تاریکیاں چھاچکی
تھیں ۔اور درندے ہم پر جھپٹ رہے تھے ۔ہمارے گھروں سے خون
کی ندیاں جاری تھیں ۔اور باغی ہم پر ٹوٹ پڑے تھے ۔میدان
تلواروں کی چمک اورگھوڑوں کی ٹاپ سے خالی تھے ۔جبکہ
مظلوموں کے لئے صرف اور سسکیاں تھیں ۔اور وہ بھی ڈھول
باجوں کی آواز تلے دب چکی تھیں ۔ایسے میں یکدم وہ ایک تیز
آندھی کی مانند اٹھے اور ان کے محلات کوزمین بوس کرتے ہوئے
انہیں یہ پیغام دے چلے کہ ہم تم سے ہونہی ٹکراتے رہیں گے ۔
جب تم ہماری ایک ایک زمین سے نکل نہ بھاگو۔والسلام علیکم
ورحمة اللہ وبرکاتہ